ماہ رمضان اور یاد عید

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

دنیا کو جو کچھ دیا گیا تھا وہ سب کچھ مع خدا کی نعمتوں کے اور عطا کردہ فضیلتوں کے اس ماہ کے اندر بخش دیا گیا۔ یہی مہینہ تھا جس میں ارض الٰہی کی روحانی اور جسمانی خلافت کا ورثہ ایک قوم سے لیکر دوسری قوم کو دیا گیا۔ اور یہ اس قانون الٰہی کے ماتحت ہوا جس کی خبر داؤد علیہ السلام کو دی گئی تھی۔

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون

اور ہم نے زبور میں پند ونصیحت کے بعد لکھ دیا تھا کہ بے شک زمین کی خلافت کے ہمارے صالح بندے وارث ہوں گے۔ اس قانون کے مطابق دو ہزار برس تک ''بنی اسرائیل'' زمین کی وراثت پر قابض رہے اور خدا نے ان کی حکومتوں، ان کے ملکوں اور ان کے خاندانوں کو تمام عالم پر فضیلت دی

یا بنی اسرآئیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین

اے بنی اسرائیل ان نعمتوں کو یاد کرو جو ہم نے تم پر انعام کیں اور (نیز) ہم نے تم کو اپنی خلافت دیکر تمام عالم پر فضیلت بخشی۔ یہی وہ مہینہ تھا جس میں اس الٰہی قانون کے مطابق نیابت الٰہی کا ورثہ بنی اسرائیل سے لیکر بنی اسماعیل کو سپرد کیا گیا وہ پیمان محبت جو خدا نے بیابان میں ''اسحاق'' سے باندھا تھا وہ پیغام بشارت جو یعقوب کے گھرانے کو کنعان سے ہجرت کرتے ہوئے سنایا گیا تھا وہ الٰہی رشتہ جو کوہ سینا کے دامن میں خدائے ابراہیم واسحاق نے بزرگ موسیٰ کی امت سے جوڑا تھا اور سرزمین فراعنہ کی غلامی سے ان کو نجات دلائی تھی خدا کی طرف سے نہیں بلکہ خود ان کی طرف سے توڑ دیا گیا تھا۔ داؤد کے بنائے ہوئے ''ہیکل'' کا دور عظمت ختم ہو چکا تھا اور وہ وقت آ گیا تھا کہ اب اسماعیل کی چنی ہوئی دیواروں پر خدا کا تخت جلال وکبریائی بچھا دیا جائے یہ نصب وعزل، عزت وذلت، قرب وبعد اور ہجر ووصال کے دن تھے جس میں ایک محروم اور دوسرا کامیاب ہوا ایک کو دائمی ہجر کی سرگشتگی اور دوسرے کو ہمیشہ کے لئے وصال کی کامرانی عطا کی گئی۔ ایک بھرا ہوا دامن خالی ہو گیا مگر دوسرے کی آستین افلاس بھر دی گئی ایک پر قہر وغضب کا عقاب نازل ہوا۔

ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ

بنی اسرائیل کو (ان کونافرمانیوں کی) سزا میں ذلت اور محتاجی میں مبتلا کر دیا گیا اور اللہ کے بھیجے ہوئے غضب میں آ گئے۔ لیکن دوسرے کو اس محبت کے خطاب سے سرفراز کیا۔

وعد اللہ الذین امنو امنکم و عملو الصلحت لیستغلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل بھی اچھے کئے خدا کا ان سے وعدہ ہے کہ ان کو زمین کی خلافت بخشے گا جس طرح ان سے پیشتر کی قوموں کو اس نے بخشی تھی۔

یہ اس لئے ہوا کہ زمین کی وراثت کے لئے "**عبادی الصالحون**" کی شرط لگادی تھی بنی اسرائیل نے خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی اس کی نشانیوں کو جھٹلایا اس کے احکام سے سرتابی کی اس کی بخشی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کو اپنے نفس ذلیل کی بتلائی ہوئی ادنیٰ چیز سے بدل دینا چاہا۔

اتستبدلون الذی ھوا دنی بالذی ھو خیر؟ خدا کی دی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کے بدلے تم ایسی چیزوں کے طالب ہو جو ان کے مقابلے میں نہایت ادنیٰ ہیں۔

خدائے قدوس کی زمین کثافت اور گندگی کے لئے نہیں ہے وہ اپنے بندوں میں سے جماعتوں کو چن لیتا ہے تا کہ اس کی طہارت کے لئے ذمہ دار ہوں۔ لیکن جب خود ان کا وجود زمین کی طہارت و نظافت کے لئے گندگی ہو جاتا ہے تو غیرت الٰہی اس بار آلودگی سے اپنی زمین کو ہلکا کر دیتی ہے۔ بنی اسرائیل نے اپنے عصیان و تمرد سے ارض الٰہی کی طہارت کو جب داغ لگا دیا تو اس کی رحمت غیور نے "کوہ سینا" کے دامن کی جگہ "بوقبیس" کی وادی کو اپنا گھر بنایا اور شام کے مرغزاروں سے روٹھ کر حجاز کے ریگستان سے اپنا رشتہ قائم کیا تا کہ آزمایا جائے کہ یہ نئی قوم اپنے اعمال سے کہاں تک اس منصب کی اہلیت ثابت کرتی ہے **واذکروا اذانتم قلیل مستنعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فاواکم وایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبت لعلکم تشکرون(۸۔۲۶)** اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ مکہ میں تم نہایت کم تعداد اور کمزور تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں زبردستی پکڑ کر اڑا نہ لے جائیں لیکن خدا نے تم کو جگہ دی اپنے نصرت سے مدد کی عمدہ رزق تمہارے لئے مہیا کر دیا اور یہ اس لئے تھا کہ تم شکر ادا کرو......

مگر یہ عید الفطر کا جشن ملی! یہ دور وز ذکر رحمت الٰہی کی یادگار! یہ سربلندی وافتخار کی بخشش کا یادآور! یہ یوم کامرانی و فیروزی و شادمانی! اس وقت تک کے لئے عیش و سرود کا دن تھا جب تک ہمارے سر تاج خلافت سے سربلند ہونے کے لئے اور جسم خلعت نیابت سے مفتخر ہونے کے لئے تھے۔ عزت و عظمت جب ہمارے ساتھ تھی اور اقبال و کامرانی ہمارے آگے دوڑتی تھی خدا کی نعمتوں کا ہم پر سایہ تھا اور اللہ کی بخشی ہوئی خلافت کے تخت جلال پر متمکن تھے لیکن اب ہمارے اقبال و کامرانی کا تذکرہ صرف صفحات تاریخ کا ایک افسانہ ماضی رہ گیا۔

دنیا کی اور قومیں ہمارے لئے وسیلہ عبرت تھیں لیکن اب خود ہمارے اقبال و ادبار کی حکایت اوروں کے لئے مثال عبرت ہے۔ ہم نے خدا کی دی ہوئی عزت و کامرانی کو ہوائے نفس کی بتلائی ہوئی راہ عذلت سے بدل لیا اس کے عطا کئے ہوئے منصب خلافت کی قدر نہ پہنچانی اور زمین کی وراثت و نیابت کا خلعت ہم کو راس نہ آیا۔ اب ہمارے عید کی خوشیوں کے دن گئے عیش و عشرت کا دور ختم ہو گیا۔ ہم نے بہت سی عیدیں تخت و حکومت و سلطنت پر دیکھیں اور ہزاروں شادیانے سر پر خلافت کے آگے بجوائے۔ ہم پر صدہا عیدیں ایسی گزریں۔ جب دنیا کی قومیں ہمارے سامنے سر بسجود تھیں اور عظمت و شوکت کے تختے الٹے ہوئے ہمارے سامنے تھے۔ اب عید کی عیش و طرب کی صحبتیں ان قوموں کو مبارک ہوں جن کی عبرت و تنبیہ کیلئے اب تک ہمارا وجود بار زمین ہے ان کو خوش نصیب سمجھئے جو اپنے دور اقبال کے ساتھ خود بھی مٹ گئے ہمارا اقبال جا چکا ہے مگر ہم بذات خود اب تک دنیا میں باقی ہیں شاید اس لئے کہ غیروں کے طعنے سنیں اور اپنی ذات خواری پر آنسو بہا کر قوموں کے لئے وجود عبرت ہوں

درکار ماست نالہ من در ہوائے او   پروانہ چراغ مزار خودیم ما

اس دن کی یادگار ہمارے لئے جشن و طرب کا پیام تھی کیونکہ یہی دن ہمارے صحیفہ اقبال کا صفحہ اولین تھا اور اسی تاریخ سے ہمارے ہاتھوں قرآنی حکومت کا دور جدید قلوب و اجسام کی زمین پر شروع ہوا اس دن کا طلوع ہم کو یاد دلاتا تھا کہ بداعمالیوں نے بنی اسرائیل کو دو ہزار سالہ عظمت سے محروم کیا اور اعمال حسنہ کی شرف و افتخار نے کیونکر ہمیں برکات الٰہی کا مہبط و مورد بنایا؟ اس دن کا آفتاب جب نکلتا تھا تو ہمیں خبر دیتا تھا کہ کس طرح خدا کی زمین نافرمانیوں کی ظلمت سے تاریک ہو گئی تھی اور پھر کس طرح ہمارے اعمال کی روشنی افق عالم پر نیر درخشاں بن کر نمودار ہوتی تھی لیکن۔ فخلف من بعد هم خلف اضاعو الصلوة واتبعو الشهوات فسوف يلقون غيا (۱۹:۶۰) پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے خدا کی عبادت کو ضائع کر دیا اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے پس بہت جلد ان کی گمراہی ان کے آگے آئے گی۔

اب یہ روز یادگار ہے تو عیش و شادمانی کے لئے نہیں بلکہ حسرت و نامرادی کے لئے اگر یاد آور واقعات ہیں تو عطاء بخشش کی فیروز مندی کے لئے نہیں بلکہ ناقدری و کفران نعمت کی مایوسی و حسرت سنجی کے لئے پہلے اس کامرانی کی یاد تھا کہ ہم دولت و قبولیت سے سرفراز ہوئے مگر اب اس نامرادی کی حسرت کو تازہ کرتا ہے کہ ہم نے اس کی قدر نہ کی اور ذلت و عقوبت سے دوچار ہیں پہلے اس وقت سعادت کی یاد تازہ کرتا تھا جو ہماری دولت و اقبال کا آغاز تھا اور اب اس دور مسکنت و ذلت کا زخم تازہ کرتا ہے جو ہماری عزت و کامرانی کا انجام ہے پہلے یکسر جشن و نشاط تھا مگر اب یکسر ماتم و حسرت ہے جشن تھا تو قرآن کریم کے نزول کی یادگار تھا جس نے پہلے ہی دن اعلان کر دیا تھا۔

یاایھا الذین آمنو ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا مسلمان اگرتم خدا سے ڈرتے رہے اوراس کے احکام سے سرتابی نہ کی تو وہ تمام عالم میں تمہارے لئے ایک امتیاز پیدا کردے گا۔

اوراب ماتم ہے تو اسی قرآن کی پشین گوئی کے ظہور کا کہ ومن اعرض عن ذکری فان لہ معشیۃ صنکا اور جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی اس کی زندگی دنیا میں تنگ ہو جائیگی پہلے اس کی بشارت کو یاد کر کے جشن مناتے تھے اوراب وہ وقت ہے کہ اس کی وعید کے نتائج کو گرو پیش دیکھ کر عبرت پکڑیں۔اب عید کا دن ہمارے لئے عیش ونشاط کا دن نہیں رہا البتہ عبرت وموعظمت کی ایک یادگار ضرور ہے۔واکذالک انزلناہ قرآنا عربیا وصرفنا فیہ من الوعید لعلھم یتقون اویحدث لھم ذکرا .... ایسا ہی ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا اوراس میں طرح طرح کی وعیدیں درج کیں تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کریں یا اس کے ذریعہ سے ان کے دلوں میں عبرت وفکر پیدا ہو۔

دنیا میں عیش کی گھڑیاں کم میسر آتی ہیں۔پھر سال بھر کے اس تنہا جشن کو کیوں نہ عزیز رکھا جائے؟ میں بھی نہیں چاہتا کہ آپ عید کی خوشیوں میں سرمست عیش ونشاط ہوں اور میں افسانہ غم چھیڑ کر آپ کے لذت عیش کو منغص کردوں مگر یقین کیجئے کہ اپنے دل اندوہ پرست کی بے قراریوں سے مجبور ہوں۔قاعدہ ہے کہ ایک غمگین دل کے لئے عیش کی گھڑیوں سے بڑھ کر اور کوئی وقت غم کے حوادث کا یاد آور نہیں ہوتا ایک غم زدہ ماں جو سال بھر کے اندر اپنے کئی فرزندوں کو کھو چکی ہو اگر عید کے دن اس کو اپنی بقیہ اولاد کے چہرے دیکھ کر خوشی ہو گی تو ایک ایک کر کے اس کے گم گشتہ لخت جگر بھی سامنے آئیں گے۔ایک بدبخت جو اپنا تمام مال ومتاع غفلت وبے ہوشی میں ضائع کر چکا ہو۔عید کے دن جب لوگوں کی زریں قباؤں اور پرجواہر کلاہوں کو دیکھے گا تو ممکن نہیں کہ اس کی اپنی کھوئی ہوئی دولت کے سازوسامان یاد نہ آجائیں دیکھتا ہوں تو یہ جشن کی عیدیں عیش ومسرت کا پیام نہیں بلکہ یادآور درد وحسرت ہیں آہ کیا دنیا میں غفلت وسرشاری کی حکومت ہمیشہ سے ایسی ہی ہے؟ کیا دنیا میں ہمیشہ نیند زیادہ اور بیداری کم رہی ہے؟ یہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ ایک دن کی خوشیوں میں بے خود ہو کر ہمیشہ کے ماتم والذوہ کو بھول گئے ہیں؟ بزم جشن کی تیاریاں کس کے لئے جبکہ دنیا اب ہمارے لئے ایک دائمی ماتم کدہ بن گئی ہے؟ عیش ونشاط کی بزموں کو آگ لگایئے عید کے قیمتی کپڑوں کو چاک چاک کر ڈالئے عطر کی شیشیوں کو اپنے سخت زبوں کی طرح الٹ دیجئے اوراس کی جگہ مٹھیوں میں خاک بھر کر اپنے سروسینے پر اڑایئے زریں کلاہوں اور ریشمی قباؤں کے پہننے کے دن اب گئے۔

ماخانہ رمیہ گان علیھم پیغام خوش از دیار مانیست

لیکن اس طلسم سرکئے ہستی کی ساری رونق انسان کی غفلت وسرشاری سے ہے اس لئے ممکن ہے جشن عید کے ہنگاموں میں غم واندوہ کی یہ آہیں آپ کے کانوں تک نہ پہنچیں۔

قومی زندگی کی مثال بالکل افراد واشخاص کی سی ہے۔ بچپنے سے لیکر عہد شباب تک کا زمانہ ترقی و نشوونما عیش ونشاط کا دور ہوتا ہے ہر چیز بڑھتی ہے اور ہر قوت میں افزائش ہوتی ہے جو دن آتا ہے طاقت و توانائی کا ایک نیا پیام لاتا ہے طبیعت جوش وامنگ کے نشے میں ہر وقت مخمور رہتی ہے اور اس سرخوشی وسرور میں جس طرف نظر اٹھتی ہے۔فرحت وانبساط کا ایک بہشت زار سامنے آجاتا ہے اس طلسم زار ہستی میں انسان سے باہر نہ غم کا وجود ہے اور نہ نشاط کا البتہ ہمارے پاس دو آنکھیں ضرور ایسی ہیں جو اگر غمگین ہوں تو کائنات کا ہر ظہور غم آلود ہے اور اگر مسرور ہیں تو ہر منظر مرقع انبساط ہے عہد شباب وجوانی میں آنکھیں سرمست ہوتی ہیں اور دل جوش وامنگ سے متوالا غم کے کانٹے بھی تلوے میں چبھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فرش گل پر گزر رہے ہیں خزاں کی افسردگی بھی سامنے ہو تو نظر آتا ہے کہ عروس بہار سامنے آکر کھڑی ہوگئی ہے دل جب خوش ہو تو ہر شئے کیوں نہ خوش نظر آئے؟

لیکن بڑھاپے کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے پہلے جو چیزیں بڑھتی تھیں اب روز بروز گھٹنے لگتی ہیں جن قوتوں میں ہر روز افزائش ہوتی تھی اب روز بروز اضمحلال ہوتا ہے طاقت جواب دیدیتی ہے اور عیش ومسرت کنارہ کش ہوجاتے ہیں جو دن آتا ہے موت وفنا کا ایک پیغام لاتا ہے اور جو دن گزرتا ہے حسرت وآرزو کی ایک یادگار چھوڑ جاتا ہے دنیا کے سارے عیش وعشرت کے جلوے دل کی عشرت کامیوں سے تھے لیکن دل کے بدلنے سے آنکھیں بھی بدل جاتی ہیں۔ پہلے غم کی تصویر بھی شادمانی کا مرقع نظر آتی تھی اب خوشی کے شادیانے بھی بجتے ہیں تو ان میں درد واندوہ کی صدائیں سنائی دیتی ہیں۔

قوموں کی زندگی کا بھی یہی حال ہے ایک قوم پیدا ہوتی ہے بچپنے کا عہد بے فکری کاٹ کر جوانی کی طاقت آزمائیوں میں قدم رکھتی ہے یہ وقت کاروبار زندگی کا اصلی دور اور قومی صحت وتندرستی کا عہد نشاط ہوتا ہے جہاں جاتی ہے اوج واقبال اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جس طرف قدم اٹھاتی ہے دنیا اس کے استقبال کیلئے دوڑتی ہے۔لیکن اس کے بعد جو زمانہ آتا ہے اس کو لا پیری وصد عیب کا زمانہ سمجھئے کہ قوتیں ختم ہونے لگتی ہیں اور چراغ میں تیل کم ہونا شروع ہوجاتا ہے طرح طرح کے اخلاقی اور تمدنی عوارض روز بروز پیدا ہونے لگتے ہیں جمعیت واتحاد کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اجتماعی قوتوں کا اضمحلال نظام ملت کو ضعیف وکمزور کردیتا ہے۔ وہی زمانہ جو کل تک اس کی جوانی کی طاقت کے آگے دم بخود تھا۔آج اس کے بستر پیری کے ضعف ونقابت کو دیکھتا ہے تو ذلت وحقارت سے ٹھکرا

دیتا ہے قرآن کریم نے اسی قانون خلقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا و شیبۃ یخلق ما یشاء وھو العلیم والقدیر اور وہ قادر مطلق ہے جس نے تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا پھر بچپنے کی کمزوری کے بعد جوانی کی طاقت وہی پھر طاقت کے بعد دوبارہ کمزوری اور بڑھاپے میں ڈال دیا وہ جس حالت کو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے اور وہی تمہاری تمام حالتوں کا علیم و ہر حال کا ایک اندازہ کرنے والا ہے۔

شاید ہماری جوانی کا عہد ختم ہو چکا اب ''صدعیب و پیری'' کی منزل سے گزر رہے ہیں ہمارا بچپن جس قدر حیرت انگیز اور جوانی کی طاقتیں جس درجہ زلزلہ انگیز تھیں دیکھتے ہیں تو بڑھاپے کے ضعف و نقاہت کو اتنا ہی تیز پاتے ہیں شاید اس کے بعد اب منزل فنا در پیش ہے چراغ تیل سے خالی ہوتا جاتا ہے اور چولہا خاکستر سے بھرتا جاتا ہے گذشتہ باتوں کی صرف ایک یاد رہ گئی ہے اور جوانی کے افسانے خواب و خیال معلوم ہوتے ہیں لیکن اگر ہمیں مٹنا ہی ہے تو مٹنے میں دیر کیوں ہے؟ صبح فنا آ گئی ہے تو شمع سحر کو بجھ ہی جانا چاہئے۔

جس بزم خیال و عظمت میں اب ہمارے لئے جگہ نہیں رہی بہتر ہے کہ اوروں کے لئے اسے خالی کر دیں۔ ہم نے ایک ہزار برس سے زیادہ عرصے تک دنیا میں زندگی کے اچھے برے دن کاٹے اور ہر طرح کی لذتیں چکھ لیں حکمرانی کے تخت پر بھی رہے اور محکومی کی خاک پر بھی لوٹے علم کی سرپرستی بھی کی اور جہل کی رفاقت میں بھی رہے جب عیش و عشرت کی بزم آرائیوں میں تھے تو اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے اور اب حسرت و آرزو کے غم کدے میں تو اس میں بھی ایک شان یکتائی رکھتے ہیں۔ زمانے نے ہمارے مٹانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو دیر نہ کرے لیکن گو ہم مٹ جائیں گے مگر ہمارے بٹھائے ہوئے نقشوں کا مٹانا آسان نہ ہوگا۔ تاریخ ہم کو کبھی نہ بھلا سکے گی اور ہمارا افسانہ عبرت ہمیشہ مسافران عالم کو یاد آ آ کر خون کے آنسو رلائے گا

گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط لیک اٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اٹھے

رات کے پچھلے پہر کی تاریکی اور سناٹے میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں میرا قلب مضطر اور آنکھیں اشکبار ہیں آفتاب عید کے اشتیاق میں ضعفتگان انتظار کروٹیں بدل رہے ہیں مگر میری نظر جھلملاتے ہوئے تارے پر ہے دیکھتا ہوں رات گو تاریک ہے مگر پھر بھی ہماری امید کے افق پر ایک آخری ستارہ جھلملا رہا ہے جن آنکھوں نے خشک درختوں کو کٹتے دیکھا ہے انہیں آنکھوں نے خشک درختوں کو سرسبز و شاداب ہوتے بھی دیکھا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆